

تہذیب وثقافت: تصور، مفہوم، اختلاف واتصال کا ایک مطالعہ

Civilization and Culture: A study of Concept, Meaning, Dissonance and Connection

Dr. Bilqees Akhter

Assistant Professor, Department of Urdu, Govt Association College for Women Shahkot

Syeda Tayyaba Rubab

Assistant Professor Department of Urdu Govt Graduate College for Women Karkhana Bazar Faisalabad

Dr. Zahid Hussain Dashti

Lecturer Balochi Department, University of Balochistan, Quetta

Abstract

The concept of civilization is one of the oldest concepts of human society which evolved with human history. Civilization is a very important structural characteristic of an individual being a member of a society. Civilization improves the mental and moral powers of a person and encourages a person to lead a purposeful and civilized life. Culture also travels along with civilization. Culture has been defined as the highest manifestation of a material, civilized lifestyle, and concept of life. Language is the mirror of culture; Culture is the thing which is always moving for one era to other one with the passage of time while its roots remain same. There are also some



differences in the meaning of civilization and culture which are found in different ways by different authors. According to whom culture is the name of the external aspect of our life while our inner thoughts and feelings reflect our culture. Civilization is a term based on thoughts and understanding because of which what comes into existence in practice is called culture.

Keywords: Civilization, human society, structural characteristics, moral powers, manifestation, culture, mirror, inner thoughts

تمہید

تہذیب صدیوں پر پھیلے ہوئے انسان کے اُس سفر کی داستان ہے جو اُس نے کائنات کی وسعتوں میں ظاہر ہونے، آب و ہوا میں کھیلنے اور تفکر و عمل کی مختلف منزلوں سے گزرتے ہوئے طے کیا۔ یعنی اس طویل عرصے کے دوران اُس نے اپنے ذہنی ارتقاء کی منزلیں طے کرتے ہوئے انفرادی بودوباش سے اجتماعی رہن سہن تک کیسے کیسے ہفت خواں سر کیے۔ اور اس طرح قدرت کی دوسری مخلوق میں اثریت کا درجہ حاصل کیا۔ "تہذیب" انسان کی شناخت اور اس کی بقا کی ضامن ہے۔ انسان کی تخلیقی صلاحیتوں اور اس کے ارادوں کی مظہر ہے، اس لیے ابتدائے آفرینش سے ہی انسانی تہذیب و تمدن کی تاریخ انسان کی تخلیقی قوتوں اور فکر و عمل کے حیران کن اور گونا گوں انکشافات سے بھری پڑی ہے اور یہی دراصل وہ انسانی جوہر ہے جو انسان کو دوسری نوع پر فضیلت عطا کرتا ہے۔

تہذیب کا تصور:

تصورِ تہذیب انسانی معاشرے کے قدیم تصورات میں سے ہے جو تاریخ انسانی کے ساتھ ساتھ ارتقاء پذیر ہوا۔ ہر دور میں اس کی تفہیم و تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ اہل فکر و دانش اپنے اپنے نکتہ نظر سے تہذیب کا تصور پیش کرتے رہے۔ بعض نے اسے آدمی کے اجتماعی رویوں اور آداب و اطوار میں پائی جانے والی اچھائیوں کا نام دیا۔ بعض نے اسے انسانی رہن سہن، اور کسی نے فنونِ لطیفہ مراد لیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ تہذیب چند ایک عصری شخصیتوں کی ذاتی اور تخلیقی قوتوں کا ظاہری روپ ہے۔ کچھ دانشوروں کے نزدیک تہذیب کسی قوم کے عقیدے، نظریے، رسم و رواج، رہن سہن، رفتار و گفتار اور علمی و فنی سرمائے سے عبارت ہے۔ تہذیب اپنے ارتقاء کے دوران جن چار مفاہیم سے گزری ہے۔ اُسے انسائیکلو پیڈیا آف برٹینیکا میں اس طرح پیش کیا گیا ہے:

“First culture, came to mean, “a general state or habit for the mind” with class relation to the idea of human perfection. Second it came to mean “a general state of intellectual and moral development in a society as a whole.” Third it came to mean “the general body of the arts and intellectual work”. Forth it came to mean the whole way of life, material, intellectual and spiritual of a given society.”⁽¹⁾

درج بالا اقتباس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تہذیب اپنے اندر ایک وسیع مفہوم رکھتی ہے اور نہ صرف انسان کی زندگی کے کسی ایک پہلو پر محیط ہے بلکہ انسان کی ذہنی، سماجی، اخلاقی، مادی اور روحانی کیفیات و اقتباسات کا بھی اظہار ہے۔ گروہ، قبیلے اور قومیں انسانی اجتماع کی مختلف صورتیں ہیں۔ ان اجتماعات کے مقاصد میں اہم مقصد افراد کا باہم تعلق قائم رکھنا ہے تاکہ بوقت ضرورت امدادِ باہمی کے اصول پر عمل کیا جاسکے۔ کسی گروہ میں شمولیت فرد کو کچھ حقوق اور کچھ فرائض سونپتی ہے۔ ہر گروہ اپنی ضروریات اور حالات کے مطابق کچھ قواعد و ضوابط بھی مرتب کرتا ہے۔ بحیثیت انسان اپنی فطرت اور جبلت کے مطابق بہت سی مشترکہ ضرورتوں اور اقدار کے باعث ان میں کچھ قواعد و ضوابط میں یکسانیت بھی پائی گئی ہے۔ جوں جوں انسان نے اس دنیا میں رہنے اور اپنی نوع کو آسان بنانے کے طریقے سیکھے، یہ گروہ زیادہ منظم صورت اختیار کرتے چلے گئے۔ باہمی رابطوں نے اس عمل میں تیزی کا رجحان پیدا کیا اور ایک گروہ کے قواعد و ضوابط اور اقدار سے دوسرے گروہ روشناس ہونے لگے۔ ان گروہوں کے درمیان باہمی روابط کے باوجود ان کی ایک انفرادیت اور الگ پہچان بھی برقرار رہی جو کسی ایک گروہ انسان کو باقی تمام گروہوں سے الگ اور ممتاز حیثیت عطا کرتی ہے۔ یہ انفرادی پہچان وہ اقدار، روایات، طرز زندگی، طرز فکر و احساس، اخلاق و عادات اور رسوم و رواج وغیرہ ہیں جو ایک قوم کی انفرادیت ہوتے ہیں۔ جن کے مجموعے کو ہم "تہذیب" کا نام دیتے ہیں۔

تہذیب کے تصور کو واضح کرتے ہوئے سید عابد حسین لکھتے ہیں:

"تہذیب اقدار کے ہم آہنگ شعور کا نام ہے جو ایک انسانی جماعت رکھتی ہے۔ جسے وہ اپنے اجتماعی ادارت، اپنے سجاو اور برتاؤ میں اور ان اثرات میں ظاہر کرتے ہیں جو وہ مادی اشیاء پر ڈالتے ہیں۔"⁽²⁾

تہذیب دراصل فرد کے ایک معاشرے کا رکن ہونے کی ایک بڑی اہم ترکیبی خصوصیت ہے۔ یہ انسان کا انفرادی ترقی اور اخلاقیات کا معیار ہے جو کسی فرد اور معاشرے کے فکر و عمل، رویے اور طرز زندگی پر اثر انداز ہونے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ تصور تہذیب انسانی معاشرے کے قدیم تصورات میں سے ہے جو تاریخ انسانی کے ساتھ ساتھ مختلف ارتقائی مراحل میں سے گزرتے ہوئے زمانہ حال تک پہنچا ہے۔ ہر دور میں اس کی تفہیم و تعلیم کا سلسلہ جاری رہا اور اہل فکر و دانش اپنی اپنی فراسات

کے حساب سے تہذیب کا تصور پیش کرتے رہے۔ لیکن جس چیز کو ہم ہر وقت دیکھتے رہتے ہیں اسے ہی نہیں دیکھتے، بلکہ اس کی قدر بھی نہیں کرتے۔ یہی حال "تہذیب" کا ہے۔ دن رات میں ہم کتنی مرتبہ اپنے رویوں سے اپنی تہذیب کا اعادہ کرتے ہیں لیکن یہ سب لاشعوری طور پر ہوتا ہے۔ ہماری عادتیں، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، انداز گفتگو، نشست و برخاست غرض ہر حالت ہمارے تہذیبی رویوں کی غماز ہے۔ لیکن یہ تمام حالتیں ہمارے خون میں اس طرح رچ بس جاتی ہیں کہ کبھی ہم ان پر غور ہی نہیں کرتے۔ یوں یہ لفظ "تہذیب" آنکھوں کے سامنے ہوتے ہوئے بھی اوجھل رہتا ہے۔ اس لیے اس بات کی کل کی طرح آج بھی ضرورت ہے کہ "تہذیب" کی جامع تعریف کی جائے، اس کی حدود کا جائزہ لیا جائے اور اس کے مختلف عناصر کو واضح کیا جائے۔

تہذیب کی تعریف:

تہذیب عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ (ہ، ذ، ب) ہے جس کا معنی کسی چیز کو درست کرنے کے لیے اس کی کاٹ چھانٹ اور تراش خراش کرنا ہے۔ "القاموس المحیط" میں اس لفظ کی لغوی تشریح یوں کی گئی ہے: "(هَذَبَهُ) يَهْدِيهِ هَذَبًا : قَطَعَهُ وَنَقَّاهُ وَأَخْلَصَهُ وَالنَّخْلَةَ نَقَى عَنْهَا اللَّيْفَةَ وَالشَّيْءَ سَأَلَ وَالرَّجُلَ وَعَظِيْرَهُ هَذَبًا وَهَذَا بَابٌ أَسْرَعَ مَا هَذَبَ وَأَهْذَبَتِ السَّحَابَةُ مَاءً هَا أَسْأَلْتَهُ بِسُرْعَةٍ" (3) (اس نے کسی شے کی کاٹ چھانٹ کی، اسے صاف کیا، خالص کیا اور درست کیا۔ کھجور کا چھال سے صاف کرنا، کسی شے کا بہہ جانا، آدمی کا مہذب ہونا، اور ہڈیاں آسرعاً اھذب کی مانند ہے۔) (جلدی سے بہہ جانا) بادل نے تیزی سے اپنا پانی بہا دیا۔) بہہ جانے سے کسی چیز کا خالص یا پاک ہونا مراد ہے۔ جیسے بارش برس جانے سے خالص بادل رہ جاتا ہے، فاسد مواد بہہ جانے سے زخم وغیرہ صاف ہو جاتا ہے۔

"المعجم الوسيط" میں اس لفظ کی لغوی بحث کے ذیل میں تحریر ہے کہ "(هذب 9 القوم، هذبناقه واخلصه واصلحه، ويقال هذب النخلة... نقى عنها الليفه، (اهذب) يقال اهذب الانسان في مشيه، والفرس في عدوه، والطير في طيرانه۔ (هذب) النخلة، خلصه مما يشيه عند البلغاء۔ ويقال هذب الكتاب (هذب) الشئ صار مهذباً" (4) (هذب) القوم هذباً: اس نے قوم کو صاف ستھرا کیا، اس کا خالص کیا، اس کی اصلاح کی، (اس کو درست کیا) اور کہا جاتا ہے: هذب النخلة، اس نے کھجور سے چھال صاف کی۔ (هذب) النخلة: اس نے کھجور کو اس چیز جو اسے عیب دار بناتی تھی، خالص کیا۔ یہ معنی بلغاء کے ہاں پایا جاتا ہے۔) لغات "المنجد" کے مطابق تہذیب کے معانی ہیں: "شاخ تراشی کرنا، پاکیزہ کرنا، درست کرنا۔" (5) مؤلف "فرہنگ آصفیہ" تہذیب کے معانی اس طرح لکھتے ہیں: "آراستگی، صفائی، پاکی، درستگی، اصلاح، شائستگی، خوش اخلاقی، اہلیت، لیاقت، آدمیت، تربیت، انسانیت۔" (6) "أردو لغت (تاریخی اصولوں پر)" میں تہذیب کا مفہوم کچھ اس طرح درج ہے:

(1) اصلاح، پاک کرنا، صفائی، درستگی

(2) ذہنی ترقی جو زندگی کے چال چلن میں کار فرما ہو

(3) شائستگی، ادب و تمیز

(4) طرز معاشرت، رہنے سہنے کا انداز تمدن

(5) ترقی بہتری

(6) کسی کتاب وغیرہ کی ترتیب و تدوین درست کرنا

(7) (تصوف) صفا و جلد (نفس یا قلب کی) (7)

"فیروز سنز لمیٹڈ کی اردو انگریزی لغت میں "تہذیب" کے مندرجہ ذیل لغوی معانی درج ہیں:

"Adorning, Purifying, تہذیب, Edification, Polish, Refinement,

Civilization, Politeness." (8)

شان الحق حقی "فرہنگ تلفظ" میں لکھتے ہیں: "اصلاح، درستگی، ہدایت و ترتیب، شائستگی، اخلاق و آداب تمدن، کسی انسانی گروہ کی اعلیٰ روایات، ذہنی کارنامے، طرز معاشرت اور اخلاقی اقدار۔" (9)

مؤلف "علمی اردو لغت" لکھتے ہیں:

(1) پاک کرنا، اصلاح کرنا

(2) اصلاح درستی، آرائستگی

(3) شائستگی، خوش اخلاقی، انسانیت

(4) سوسائٹی کے اصول اور رسم و رواج (10)

تہذیب کے لغوی معنی پر غور کیا جائے تو تمام لغات نویسوں کے ہاں جو معنی مشترک نظر آتا ہے وہ اصلاح، یعنی زندگی کی اصلاح، جب ایک قوم یا ایک جگہ رہنے والے لوگوں کی عادتیں ان کی زندگی کا حصہ بن جائیں، یہ بے اختیاری طور پر ہو، وہ اس ماحول میں رچ بس جائے اور اپنی عادات و اطوار کو اپنی زبان، رویوں اور ماحول میں شامل کر لے تو یہ اجتماعی عادتیں تہذیب کہلائیں گی۔ تہذیب کے معنی انسان کی ذہنی اور اخلاقی قوتوں کی ترتیب ہے۔ ہر فرد کی عادات، عقائد و شخصیت میں اس کی تہذیب کی نشانیاں موجود ہوتی ہیں۔ ایک مخصوص گروہ یا قوم میں پیدا ہونے والا بچہ اس گروہ یا قوم کی عادات، عقائد اور روایات کا برابر حصہ بنتا ہے۔ دانشوروں اور مفکرین نے "تہذیب" کو کچھ اس طرح واضح کیا ہے۔ انوار ہاشمی کے بقول: "تہذیب ایک وسیع لفظ ہے۔ اس میں انسان کی زندگی کے بنیادی تصورات، عقائد و افکار، زندگی کا نصب العین اور تمام ارادی افعال جن میں انسان کا چلنا، پھرنا، انداز گفتگو، کردار، اخلاق، آداب و اطوار، علمی، ادبی، ثقافتی کارنامے، اس کی سیاست، معاشرت اور معیشت سب شامل ہیں۔" (11)

در اصل لفظ تہذیب اس پوری مشینری کے لیے استعمال ہو گا جس کو انسانوں نے اپنی زندگی میں ترتیب دیا۔ اس میں نہ صرف ہماری معاشرتی تنظیم شامل ہے بلکہ ہماری ہنرمندیاں اور ہماری مادی ترقی کے ادوار بھی شامل ہیں۔ سبباً حسن "تہذیب" کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "کسی معاشرے کی بامقصد تخلیقات اور سماجی اقدار کے نظام کو تہذیب کہتے ہیں۔ تہذیب معاشرے کی طرز زندگی اور طرز فکر کا جوہر ہوتی ہے۔ چنانچہ زبان، آلات و اوزار، پیداوار کے طریقے، سماجی رشتے، رہن سہن، فنون لطیفہ، علم و ادب، فلسفہ و حکمت، عقائد و افسوس، اخلاق و عادات، رسوم و روایات، عشق و محبت کے سلوک اور خاندانی تعلقات وغیرہ، سب تہذیب کے مظاہر ہیں۔" (12)

مختلف مفکرین مختلف زاویہ نظر سے تہذیب کو دیکھتے اور بیان کرتے ہیں۔ ان کے مطابق زندگی کی بہترین روایات جو زندگی کا طرز بن جائیں "تہذیب" کہلاتی ہیں۔ "تہذیب" کی کوئی حد بندی نہیں ہے، یہ لامحدود ہے۔ ملک حسن اختر کے بقول: "اگر ہم تہذیب کو مختصر الفاظ میں بیان کرنا چاہیں تو اسے طرز زندگی کا نام دے سکتے ہیں... طرز زندگی میں لوگوں کا رہن سہن، سوچ، علوم و فنون، معیشت اور سیاست کے اصول، شاعری اور موسیقی، روایات، مذہبی عقائد، زبان اور رسوم شامل ہیں۔" (13)

کسی بھی معاشرے کے لیے تہذیبی شعور اتنا ہی ضروری ہے جتنا زندہ رہنے کے لیے سانس لینا۔ جب تک معاشرے کو اپنی تہذیبی قدروں کا علم رہتا ہے۔ اس کے پاؤں مضبوطی سے جھے رہتے ہیں۔ ہر قوم کی تہذیب کے تین پہلو ہوتے ہیں۔ ایک اس قوم کے اقدار اور احساسات دوسرے اس کے طریقے، اس کے آداب اور ظاہری اخلاق اور تیسرے اس کے فنون۔ فیض احمد فیض نے ان تینوں پہلوؤں کو اس طرح واضح کیا ہے: "تہذیب کو سمجھنے کے لیے اس کی مجموعی صورت کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ اول وہ سب عقیدے، قدریں، افکار، تجربے، امنگیں اور آدرش جنہیں کوئی انسانی برادری عزیز رکھتی ہے۔ دوم: وہ آداب، عادات، ادب، موسیقی اور طور اطوار جو اس گروہ میں رائج یا مقبول ہے۔ سوم: وہ فنون مثلاً ادب، موسیقی، مصوری، عمارت گری، دستکاری غرض باطنی تجربے قدریں، عقائد و افکار اور ظاہری طور اطوار۔" (14)

مفکرین کی وضع کردہ تعریفوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کوئی قوم اجتماعی طور پر جن عادتوں کو اپناتی ہے یا جو طرز زندگی اختیار کرتی ہے۔ یہ طرز عمل جب یکساں طور پر سارے معاشرے کی رگوں میں دوڑنے لگتا ہے تو تہذیب کہلاتا ہے۔ ہماری تمام عادتیں ہمارے تہذیبی رویوں کی چغلی کھاتی ہیں۔ ہمارا اٹھنا، بیٹھنا، انداز گفتگو، نشست و برخاست، ہماری تہذیب کا عکاس ہوتا ہے۔ یہ تمام حالتیں ہمارے خون میں اس طرح رچ بس جاتی ہیں کہ ان پر غور ہی نہیں کرتے اور یوں لفظ تہذیب آنکھوں کے سامنے ہوتے ہوئے بھی اوجھل ہو جاتا ہے۔

ثقافت

بعض کلمات اور اصطلاحات ایسی ہوتی ہیں کہ ہم ان کے معنی اور مفہوم سمجھتے ہیں لیکن ان کی جامع تعریف کرنے میں دقت محسوس کرتے ہیں۔ مثلاً محبت، شجاعت، صداقت وغیرہ۔ یہی صورت حال و ثقافت کو بھی معنی اور مفہوم متعین کرنے میں بھی

درپیش ہوتی ہے۔ "ثقافت" ایک بنیادی خوبی ہے جو انسان کو دیگر مخلوقات سے ممتاز بناتی ہے۔ گروہ کی صورت میں جانور بھی رہتے ہیں۔ مل جل کر وہ بھی خوراک کا انتظام کرتے ہیں۔ ان میں کسی نہ کسی سطح کا ابلاغ بھی ہوتا ہے تو پھر کیا ہے جو انسان کو حیوان سے میسر کرتا ہے۔ اصل چیز انسانوں کا علامتی ابلاغ ہے۔ سلیقہ اور معاشرتی قرینہ ہے، شائستگی، ادب و آداب ہیں جو انسان زندگی گزارنے میں برتا ہے پھر اسے آئندہ آنے والی نسلوں میں منتقل کر دیتا ہے۔ ثقافت کی حدود متعین کرنے سے پہلے ثقافت کے لغوی مفہوم اور مفکرین کی فکری و نظری آراء کا مختصر آ جائزہ پیش کیا جاتا ہے جو ثقافت کی تفہیم میں معاون ہوگا۔

"ثقافت" عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ (ث ق ف) ثقف ہے۔ لغوی طور پر اس سے مراد کسی شے، مقام، شخص یا مقصد کو تلاش کر لینا یا پالینا ہے۔ قدیم عربی زبان و ادب اور قرآن حکیم میں بھی یہ لفظ اس معنی میں استعمال ہوا ہے۔ "وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ تَقِفْتُمُوهُمْ" (15) (فساد پھیلانے والوں کو جہاں بھی پاؤ انھیں مارو) ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے: "إِنْ يَنْقُضْوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً" (16) (اگر یہ کافر تم پر قدرت پالیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں)۔ عربی زبان میں "التثقیف" کا لفظ بہت زیرک اور چالاک شخص کے لیے بولا جاتا ہے جبکہ تثقیف سے مراد ہے بہت زیادہ ٹرش سرکہ۔ عربی انگریزی لغت "القاموس المدرسی" میں "ثقافت" کے لغوی معنی یوں ملتے ہیں:

To be Sagacious	کان حاذقاً	: التَّحْفُفُ
To Educate	هَدَّبَ	: التَّحْفَفُ
Education	تَهْدِيْبٌ	: التَّحْفِيْفُ
"Educated" (17)	مُهَدَّبٌ	: الْمُتَحَفِّفُ

ثقافت کے لیے "تمدن" کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے جبکہ "تمدن" سے مراد شہر بسانا اور شہری و معاشرتی زندگی اختیار کرنا ہے۔ اور شہری و معاشرتی زندگی اختیار کرنا ہے۔ عربی لغت "لاروس" میں "تمدن" کے درج ذیل معنی بیان کیے گئے ہیں: "تمدن، تمدناً: تخلیق با حلاق اهل المدین منتقل من الهمجية إلى حالة الرقى والحضارة التمدن: الاخذ بأسباب الحضارة واسبابها" (18) (تمدن، تمدناً) اس نے شہر والوں کی عادات اختیار کیں، وہ بد انتظامی سے ترقی اور حضارت (شہر کی اقامت، تہذیب) کی طرف منتقل ہوا۔

ثقافت کے لیے ایک اور لفظ (Culture) استعمال کیا جاتا ہے جس کو عام معنوں میں تہذیب (Cultured) بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس سے مراد ایسا شخص لیا جاتا ہے جو اچھے اخلاق و عادات اور اطوار کا مالک ہو۔ مختلف اُردو لغات میں "ثقافت" کے مفہوم کو عربی سے مختلف انداز میں دیا گیا ہے۔ فضل الہی عارف اور ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی مشترکہ کاوش سے "فرہنگ کارواں" لغت سامنے آئی۔ اس میں "ثقافت" کے معنی اس طرح ہیں: "ثقافت: علم و ادب، تمدن، کسی قوم کا تصور حیات۔" (19) ثقافت کی اس تعریف کو ہم جامع کہہ سکتے ہیں کہ اس میں صرف لفظی مترادفات پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ "تصور حیات" کو بھی ثقافت کے

معنی میں شامل کیا گیا ہے۔ "فیروز اللغات" میں ثقافت کے معنی ہیں: "عقل مندی، درد مندی۔" (20) "قاموس مترادفات" میں بھی تقریباً یہی معنی درج کیے گئے ہیں۔ مہذب لکھنوی کے مطابق: "ثقافت: استحکام اور تعلیم یافتہ طبقے کی زبان۔" (21) اس تعبیر سے یہ مترشح ہے کہ ثقافت سے مہذب کی مراد ایک خاص سطح ہے جو استحکام کے لفظ سے ظاہر ہے۔ لیکن تعلیم یافتہ طبقے سے ثقافت کو منسوب کر دیا ہے جو ناخواندہ اکثریت کو ثقافت سے محروم سمجھنے کے مترادف ہے۔ اس تعریف میں ثقافت صرف اعلیٰ طبقات کا ہی خاصہ نظر آتی ہے۔ فرمان فتح پوری "رافع اللغات" میں "تہذیب" کو یوں واضح کرتے ہیں: "ثقافت: اعلیٰ مظاہر۔" (22) فرمان فتح پوری نے "ثقافت" کو محدود معنوں میں بیان کیا ہے اور صرف اظہار اور خاص طور پر اعلیٰ مظاہر تک ہی ثقافت کی تحدید کر دی ہے۔ آکسفورڈ کی طرز پر تیار کی گئی اردو لغت: تاریخی اصولوں پر "ثقافت" کو تہذیب کے اعلیٰ مظاہرے کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ "ثقافت: تہذیب کے اعلیٰ مظاہر، کسی انسانی گروہ کے مذہب، اخلاق، علم و ادب اور فنون کے اعلیٰ مظاہر۔" (23) مختلف اردو لغات میں بیان کردہ "ثقافت" کی تعریفوں کے جائزے کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ ثقافت کے مظاہر کو ثقافت قرار دیا گیا ہے۔ اور مظاہر میں بھی خصوصاً "اعلیٰ" کی صفت لگا کر اسے سماج کے اقلیتی طبقے تک محدود کر دیا گیا۔ شاید اس کی ممکنہ وجہ یہ ہو کہ فنون ہوں یا ادب، اردو میں لوک روایات کے مظاہر زیادہ نہیں ملتے۔ درج بالا تعریفوں میں لغت نگاروں نے ثقافت کے ظاہری پہلو پر ہی توجہ دی ہے۔ جبکہ ثقافت کا باطنی پہلو بھی بہت اہم ہے جو اس کے ظاہری پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ مثلاً پھول جب کھلتا ہے تو باغ کا ظاہری پہلو ہمارے سامنے آتا ہے لیکن پھول کے کھلنے تک جو مراحل درپیش ہوتے ہیں انہیں بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ثقافت کے لیے ایک اور لفظ بھی عموماً استعمال کیا جاتا ہے جسے "Culture" کہتے ہیں۔ انگریزی لفظ "Culture" کے لغوی معنی ہیں "کاشت کرنا"۔ البتہ اس سے تربیت، ترقی اور نشوونما کا مفہوم بھی مراد لیا جاتا ہے جو صرف انسان تک ہی محدود نہیں بلکہ اشیاء مثلاً نباتات اور حیوانات بھی اس کے دائرے میں آتے ہیں۔ "کلچر" سے تمدن، سلیقہ اور معاشرتی قرینہ بھی مراد لیا جاتا ہے۔ ذہن و دماغ کی کاشت کاری اور ان میں خیالات کی آبیاری بھی "کلچر" کے معنوں میں لی جاتی ہے۔ مغربی مفکرین کے مطابق "کلچر" دل و دماغ اور ذوق و نظر کی تہذیب ہے۔

"The cultivation or development of the mind (Faculties and manners) important or refinement by education-the intellectual side of civilization." (24)

(تعلیم کے توسط سے ذہنی نشوونما ترقی اور بہتری کے ساتھ ساتھ عادات و خصائل کی نفاست کا حصول تہذیب کی تعلقاتی جہت کہلاتا ہے۔)

آکسفورڈ کی اس توضیح سے یہ واضح ہوتا ہے کہ لفظ "کلچر" میں انسان کی مادی، ذہنی، کرداری اور علمی ترقی و بہتری کا مفہوم پوشیدہ ہے۔ "کلچر" درحقیقت ایک اکتسابی طرز عمل کا نام اور اکتسابی طرز عمل میں ہماری وہ تمام عادات، اعمال، خیالات اور اقدار

شامل ہوتی ہیں جنہیں ہم ایک منظم معاشرے یا گروہ یا خاندان کے رکن کی حیثیت سے عزیز رکھتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ ان میں کسی قوم کی پختہ عادات و روایات، سماجی رسومات اور اخلاقی اقدار، روحانی، علمی اور فنی رجحانات وغیرہ سب شامل ہیں۔ ڈاکٹر عالی جاہ علی عزت بیگلوچ تحریر کرتے ہیں:

“Culture is the influence of religion on man or man’s influence on himself, while civilization is the effect of intelligence on nature on the external word.”⁽²⁵⁾

(تمدن مذہب کا انسان پر اثر و نفوذ یا انسان کا بذاتِ خود اپنے اوپر اثر کا نام ہے۔)

اس تعریف کے مطابق، انسانی زندگی کسی نہ کسی سوچ یا فکر کے زیر اثر ہی پروان چڑھتی ہے۔ وہ فکر مذہب کی عطا کردہ بھی ہو سکتی ہے یا اس سے ہٹ کر خواہش نفس کے تحت پیدا شدہ بھی۔ Clyde Kluckhahn نے اپنے مضمون “Concept of Culture” میں ثقافت کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے: “یہ وہ نظام حیات ہے جو ایک گروپ کے لوگوں میں نظام اقدار کی شکل میں مشترک طور پر موجود ہوتا ہے۔”⁽²⁶⁾ ڈاکٹر ایس ایم یوسف نے اپنے طویل مضمون “Some Aspect of Islamic Culture” میں “کلچر” کو زیادہ وسیع معنوں میں پیش کیا ہے:

“Culture is essentially an attribute of the mind, it is some total of man’s outlook on the universe and his own place in it, his views about the good of life, his conception of happiness and sorrows his hearing adversity and in prosperity and his attitude towards the problems of everyday life-these attitudes and modes of behaviour springs from realization of certain fundamental rules, of course coming through an effort of intellect.”⁽²⁷⁾

(ثقافت اساسی طور پر ایک ذہنی رویہ ہے۔ انفس و آفاق کے بارے میں یہ انسان کی اپنی سوچ کا نام ہے۔ خوشیوں اور دکھوں کے بارے میں ایک مخصوص تصور کی شکل ہے۔ یہ اس کی اپنی خوش بختی یا بد بختی کے بارے میں ردِ عمل ہے اور روزمرہ کے پیش آنے والے واقعات کے درمیان ایک سلیقہ مندی سے گزر کرنے کا کام ہے۔ رویوں کی یہ ساری انسانی جہتیں بعض بنیادی اقدار کے شعور سے پھوٹی ہیں۔) مغرب میں ایک گروہ ایسا ہے جو فکر و دانش، روحانیت اور اخلاق کی بجائے مرکزی اہمیت انسان کی “گروہی زندگی” کو دیتا ہے۔

انسانیت کے حوالے سے باضابطہ تعریف آرنلڈ کی ہم عصر اور مشہور ماہر انسانیت EB Taylor کے ہاں ملتی ہے۔

“Culture... is that complex whole which includes knowledge, beliefs, arts, morals, law, custom and any other capabilities and habits. It acquired by man as a member of society.”⁽²⁸⁾

ٹیلر کی اس تعریف میں کلچر کے مشمولات گنوانے کے ساتھ ساتھ علم، عقائد، فنون، اخلاقی اقدار، جو انسان معاشرے کا فرد ہونے کے ناطے معاشرے سے حاصل کرتا ہے۔ انھیں مشمولات میں شامل کیا ہے۔ یوں ٹیلر کے مطابق علم، اخلاقیات، عقائد، قوانین، رواجات اور عادات وغیرہ کلچر کے مظاہر ہیں۔ کلفرڈ گیکر کہتا ہے: "ثقافت معنی کا نظام ہے۔ یہ ایک ایسا جال ہے جسے انسان بنتے ہیں۔" (29) اس تصور کی رو سے ثقافت ایک نظام ہے۔ ایک نظام کے طور پر ثقافت انسان کے طرز عمل کو متعین کرتی ہے۔ انسانوں میں اور انسانوں کے ذریعے تشکیل پانے کے باوجود ثقافت اپنا وجود خود رکھتی ہے۔ زبان کے قواعد و ضوابط کی طرح ثقافت کا بھی ایک منضبط نظام ہے۔ یہ ایک تسلسل ہے جس میں تبدیلی کا عنصر موجود ہے۔ دوسرا انسانی شمولیت کا، یہ ایسا معنوی جال ہے جسے انسان تشکیل دیتے ہیں۔ ہر سماج کی اپنی بناوٹ ہوتی ہے۔ اپنے مقاصد و معانی ہوتے ہیں چاہے وہ مزدور ہی کیوں نہ ہو، اس لیے ثقافتی معنی مشترک ہوتے ہیں۔ صرف اشاری سرگرمیاں ہی ثقافت کی ذیل میں نہیں آتیں بلکہ تمام طبقات کا طرز حیات "ثقافت" ہے۔ ثقافت انسانی دنیا سے تعلق رکھتی ہے اس کی تعمیر تاریخی ہوتی ہے۔ یہ انسانی خواہشوں، معاش اور سیاست پر اختیارات اور بے اختیاری کے عمل سے جڑی ہے۔ ثقافت ایک مسلسل مکالمہ ہے۔ یہ ایک آدمی کی نہیں افراد کی سرگرمی ہے۔

درج بالا تعریفوں میں ثقافت کو علم و ادب، تمدن، طرز حیات، تصور حیات کے اعلیٰ مظاہر، سلیقہ، معاشرتی قرینہ، سماجی رسومات، روحانی اور فنی رجحانات جیسے رویوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ثقافت فرد کے لیے فراہم کیا جانے والا اکتسابی طرز حیات قرار دیا گیا ہے لہذا ثقافت کسی گروہ کا امتیازی وصف بھی ہے۔ یہ ایک امتیاز پیدا کرنے والا مظہر ہے۔ معاشرتی اقدار ثقافت کا اہم سرمایہ ہیں۔ زبان ثقافت کا آئینہ ہے۔ ثقافت ایک زندہ چیز ہے جو ہر دم رواں دواں اور پیہم جواں ہے جس سے انسانی اعمال میں تغیر و تبدل رونما ہوتا رہتا ہے۔ اجتماعی تعاون اور ضرورتیں ثقافت کے مفہوم کو مزید وسیع کر دیتی ہیں۔ ثقافتی مظاہر مادی اور غیر مادی دو حصوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ مادی میں آلات و اوزار، گھریلو استعمال کی اشیاء، ذرائع نقل و حمل، مشینری وغیرہ آجاتی ہے۔ جبکہ غیر مادی میں روایات، آداب معاشرت، میل جول، رویے، لوک گیت، فنون اور رسوم و رواج وغیرہ شامل ہیں۔

ثقافت اور تہذیب کے مفہوم میں اختلاف و اتصال

تہذیب اور ثقافت کے الفاظ بالعموم ہم معنی مراد لیے جاتے ہیں کیونکہ یہ دونوں اصطلاحات انسانی کردار اور رہن سہن سے متعلق معاملات کی عکاسی کرتی ہیں لیکن دونوں کے مفہوم میں تھوڑا سا فرق ہے جسے بہت سارے لوگ نظر انداز کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر عالی جاہ عزت بیگم اس فرق کی اس طرح وضاحت کرتے ہیں:

“Culture means the art “of being man” civilization means the art of functioning. Ruling and making things perfect. Culture is a continued creating of self, civilization is continued changing of the world.”⁽³⁰⁾

عزت بیگم کے مطابق ثقافت سے مراد انسان بننے کا فن ہے جبکہ تہذیب کاموں کو سرانجام دینا، حکمرانی کرنا، مختلف امور کو انجام تک پہنچانا ہے۔ ثقافت تخلیق ذات کا تسلسل ہے۔ تہذیب دنیا کی تخلیق کا باعث بنتی ہے۔ انسانی زندگی کسی نہ کسی سوچ اور فکر کے زیر اثر ہی پروان چڑھتی ہے۔ وہ فکر مذہب کی دی ہوئی بھی ہو سکتی ہے اور اس سے ہٹ کر یعنی خواہش نفس کی بھی پیدا کردہ ہو سکتی ہے۔ اگرچہ “Civilization” اور “Culture” یعنی تہذیب و ثقافت کے مفہوم میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ تہذیب کے لیے “Civilization” اور ثقافت کے لیے “Culture” کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ تہذیب کا تعلق کسی فکر، نظریے اور عقیدے اور اس کے نتیجے میں فکری ارتقاء سے ہے۔ جبکہ ثقافت اس فکری ارتقاء کے عملی مظاہروں کا نام ہے جو زندگی کے مختلف زاویوں مثلاً زبان، لباس، ادب، فنون لطیفہ، معاشی، سیاسی اور دیگر سماجی رویوں کی شکل میں نمایاں ہوتے ہیں۔ تاہم اختلاف مفہوم کے باوجود دونوں اصطلاحیں لازم و ملزوم ہیں۔

“Civilization is a bigger unit than culture because it is a complex aggregate of the society that dwells within a certain area, along with its forms of government, norms and even culture. . . can exist in itself whereas civilization cannot be called a civilization if it does not possess a certain culture.”⁽³¹⁾

ڈاکٹر وزیر آغا نے بھی "کلچر" اور "تہذیب" کے فرق کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ اس کوشش میں کلچر یعنی ثقافت کو تہذیب سے ممتاز کرنے کی فکر میں کوشاں نظر آتے ہیں۔ کہتے ہیں: "در اصل کلچر اور تہذیب میں وہی فرق ہے جو (بقول ڈی ایس سیونج) بیج کے مغز اور اس کے پھلکے میں ہوتا ہے۔ کلچر بنیادی طور پر قوت نمو کا منبع ہے۔ اسی لیے یہ بیضوی اور بے پلک ہوتا ہے۔ کلچر کا تعلق دھرتی سے ہے یہ درخت کی طرح دھرتی میں نصب ہوتا ہے اور اسی سے غذا کشید کرتا ہے۔" ⁽³²⁾ وزیر آغا درخت کے بار آور ہونے پر پھولوں کی خوشبو کو تہذیب قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح تہذیب اور ثقافت میں جو تخلیقی رشتہ قائم ہوتا ہے وہ ایک مسلسل عمل کا متقاضی ہے۔ اگر پھول مرجھا جائیں یا ہوا میں اس کی ترسیل رُک جائے تو خوشبو پھیل کر رقیق ہو جاتی ہے اور ارد گرد کی خوشبوئیں اس پر غالب آنے لگتی ہیں۔ اسی طرح تہذیب سخت ہو کر بیج کے پھلکے کی شکل اختیار

کر لیتی ہے۔ اسے وزیر آغا تہذیب کا زوال کہتے ہیں۔ کلچر کی پھیلی ہوئی صورت تہذیب ہے۔ وزیر آغا کلچر اور تہذیب کو انسانی ارتقاء کی دو سطحیں قرار دیتے ہیں ایک تخلیقی اور دوسری تقلیدی۔ کلچر کا تعلق تخلیق سے اور تہذیب کا تقلید سے متعلق ہے۔ وہ پہاڑی ندی کی مثال پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ندی فطری نموج کے تحت چٹانوں کو توڑتے اور پتھروں سے الجھتے ہوئے نیا راستہ بناتی ہے۔ پھر ایسی کئی ندیاں ایک وسیع دریا کی صورت اختیار کر جاتی ہیں۔ پہاڑی ندی کا عمل کلچر کا عمل ہے جبکہ دریا کی کشادگی اور وسعت تہذیب کی صورت ہے۔ کلچر کی ہر موج تہذیب کے دریا کو مزید گہرا اور کشادہ کر جاتی ہے۔ یوں تہذیب کا ارتقاء جاری رہتا ہے۔ وزیر آغا تہذیب اور ثقافت کے فرق کو اس طرح واضح کرتے ہیں: "تہذیب اور ثقافت ایک ہی اسکے کے دو رخ ہیں... ثقافت تخلیقی رخ ہے اور تہذیب تقلیدی رخ! ثقافت... فنون لطیفہ اور سائنس کی دریافتوں اور ایجادات کے علاوہ عام زندگی میں اُتچ، تنوع اور روحانی یافت کی صورت میں اپنی جھلک دکھاتی ہے۔ مگر تہذیب مزاجاً رجحان نقل کے تابع ہے... ماڈل کے مطابق مصنوعات تیار کرنا ہی اس کا وظیفہ ہے۔"⁽³³⁾ یہ فنون لطیفہ، سائنس اور ایجادات کو ثقافت قرار دیتے ہیں جبکہ نقلی کرتے ہوئے مصنوعات تیار کرنے کو "تہذیب" کہتے ہیں۔ وزیر آغا تہذیب کو روایات، رسوم، قوانین اور آداب کا وہ جھولا قرار دیتے ہیں جس میں سوسائٹی آرام کی نیند سوتی ہے اور کلچر وہ روح بیدار ہے جو سوسائٹی کو خواب خرگوش سے جگاتی ہے۔

انوار ہاشمی ثقافت کو روح اور تہذیب کو جسد کہتے ہیں۔ ان کے مطابق: "انسانی زندگی دو پہلوؤں پر مشتمل ہے ایک مادی اور دوسرا روحانی۔ مادی پہلو کی نمائندگی تہذیب کرتی ہے اور روحانی پہلو کی نمائندگی ثقافت۔"⁽³⁴⁾

زندگی کے مادی اور روحانی پہلو دونوں ہی اپنے تقاضے اور مطالبے رکھتے ہیں۔ کسی وقت وہ مالی ضروریات پوری کرنے میں کوشاں ہوتا ہے، کسی وقت تسکین کے حصول کا خواہاں۔ انوار ہاشمی کے مطابق اگر ایک شخص تصویر بنا کر پیسے حاصل کرتا ہے اور اپنی ضروریات پوری کرتا ہے تو یہ مادی پہلو ہے جو "تہذیب" ہے۔ اگر وہ اس تصویر سے مسرت اور ذہنی آسودگی حاصل کرتا ہے تو یہ روحانی پہلو ہے جو "ثقافت" ہے۔ موسیقی، شاعری، مصوری، سنگ تراشی، ادب، مذہبی عقائد اور فلسفیانہ افکار ثقافت کہلاتے ہیں جبکہ مادی اور معاشی ضروریات پوری کرنے والے ادارے جیسے معاشی اور سیاسی ادارے "تہذیب" کہلاتے ہیں۔

وزیر آغا اور انوار ہاشمی دونوں نے تہذیب اور ثقافت کے فرق کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔ تہذیب اور ثقافت کی انسانی زندگی میں بہت اہمیت ہے۔ ان دونوں کے بغیر زندگی صحیح رنگ میں سامنے نہیں آتی۔ یہ معاشرے کے لیے بنیادی اور صحت مند رویوں اور مزاج کی تشکیل کرتی ہیں۔ تہذیب ہمیں معاشرے میں اچھے انداز سے رہنا سکھاتی ہے تو ثقافت ہمارے علوم و فنون اور طرز زندگی کو نکھارتی ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں کلچر اور تہذیب کے باہمی تعلق کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

“Civilization the achievement of culture that is complex enough to sustain a heterogeneity of people and ideas, also both to preserve its past and to sponsor innovation, and possessing the resources to ensure the transmission of its sty and value as well as the unity of the people who comprise it.”⁽³⁵⁾

کسی بھی ثقافت کی جڑیں عوام میں اتنی گہری ہوتی ہیں کہ ایک عوامی مزاج کا حصہ بن جاتی ہیں۔ مذہب اور تاریخی ورثے کی شمولیت اسے اور زیادہ موثر کر دیتی ہے۔ یہ ایک طرح کی تخلیقی قوت ہے جو معاشرے کے افراد میں رچ بس چکی ہوتی ہے۔ "تہذیب" کو اگر ایک درخت کی مانند قرار دیا جائے تو "ثقافت" اسی درخت کی شاخوں کی مانند ہے جس پر پھل پھول لگتے ہیں۔ اور درخت کے حسن و خوبصورتی کو دوچند کرتے ہیں۔ "تہذیب" افراد کی ایک ثقافتی گروہ بندی کا نام ہے۔ یعنی یہ ثقافتی تشخص کی وہ وسیع ترین سطح ہے جو انسانوں کے مابین مشترک عوامل کی بنا پر تشکیل پاتی ہے۔ ثقافت ہماری حیات کے ظاہری پہلو کا نام ہے جبکہ ہمارے داخلی افکار و احساسات ہماری تہذیب کی عکاسی کرتے ہیں۔ "تہذیب اور ثقافت" کی تراکیب کو اکثر لوگ بطور مترادف بھی استعمال کرتے ہیں۔ ان دونوں میں ایک مضبوط اور توانا تعلق موجود ہے جس کے باعث جزوی فرق ہونے کے باوجود کوئی واضح حد نہیں کھینچی جاسکتی لیکن اس فرق کو نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا۔

متناج بحث

تہذیب اور ثقافت کی جملہ تعریفات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ تہذیب (Civilization) فکر، شعور، فہم و ادراک اور نظریات و تصورات پر مبنی اصطلاح ہے۔ اس کے نتیجے میں عملی طور پر جو کچھ معرض وجود میں آتا ہے اور انسان جس طرح مختلف عادات و اطوار اپناتا ہے اسے تمدن یا ثقافت (Culture) کہا جاتا ہے۔

References

- ¹ *Encyclopedia of Britannica*, (Vol. 12, 1964)
- ² Syed Abid Hussain, *Qaumi Tehzeeb Ka Masla*, (New Dehli: Taraqi Urdu Bearu, 1980)
- ³ Al-Ferozabadi, Muhammad Bin Yaqoob, Majadad Ud Din, *Al-Qamos Al-Muheet* (Bairut: Dar-ul-Jalil) I/144-145
- ⁴ Ibrahim Anees, Dr., Waghrahum *Al-Maujram ul Waseet* (Bairut: Maktaba-ul-Ilmiya Ahya Al-Taras Al-Arabi)
- ⁵ Abdul Hafeez Bulyavi, (Translator) *Al-Manjad*, Lois Maloof, (Maolaf), (Lahore: Khazina Ilm-o-Adab) P.1015
- ⁶ Syed Ahmad Dehli, Molvi, *Fathang-e-Asfiya* (Vol.1) (Lahore: Markazi Urdu Board, 1977) P.644

- ⁷ Abu Al-Lais Siddique, Dr., *Urdu Lughat (Tarekhi Asoolon Per)*, Vol. 5, (Karachi: Urdu Dictionary Board) P.751
- ⁸ *Urdu English Lughat*, (Lahore: Feroz Sons Limited)
- ⁹ Shan ul Haq Haqi, *Farhang-e-Talfuz*, (Islamabad: Muqtadra Qaumi Zuban, 2012) P.362
- ¹⁰ Waris Sarhandi, *Ilmi Urdu Lughat*, (Lahore: Ilmi Kutab Khana) P.478
- ¹¹ Anwaar Hashmi, *Tehzeeb Ki Kahani*, (Karachi: Javed Press, 3rd Edition, 1968). P.20
- ¹² Sibte-e-Hasan, Syed, *Pakistan main Tehzeeb ka Irtiqā*, (Karachi: Maktaba Danial, 1999), P.15
- ¹³ Hasan Akhtar, Malik, *Tehzeeb-e-Tehqeeq*, (Lahore: Universal Books, 1989), P.31
- ¹⁴ Faiz Ahmad Faiz, *Mezan*, (Karachi: Urdu Academy Sindh, 1965), P.90-91
- ¹⁵ Al-Baqarah (2) 191
- ¹⁶ Al-Mumtahina (60) 2
- ¹⁷ Ilyas Intoon Ilyas, *Al-Qamos Al-Madrsi*, (Karachi: Al-Maktaba Darul Isha, 1984), P.54
- ¹⁸ Khalbal Al-Bahar, Dr., Laros, *Al-Maujām Al-Arabi Al-Hadis*, Canada: Maktaba Laros, 1973), P.338
- ¹⁹ Fazal Ilahi Aarif, Dr. Ghulam Mustafa Khan, *Farhang-e-Karwan*, (Lahore: Maktaba Karwan), P.234
- ²⁰ Feroz Uddin, Molvi, *Feroz ul Lughat*, (Lahore: Feroz Sons), P.437
- ²¹ Mohazib Lakhnwi, *Mohazib ul Lughat*, (Lakhnow: Nizami Press, Vol.3), P.424
- ²² Farman Fateh Puri, Dr., *Rafa ul Lughat*, (Lahore: Al-Faisal Nashran o Tajran Kutub, 2005), P.258
- ²³ *Urdu Lughat Tarekhi Usoolon Per*, (Karachi: Taraqi Urdu Board, 2000), P.320
- ²⁴ *Oxford English Dictionary*, (Clarendon Press, 5th Edition, 1961) P. 1482.
- ²⁵ Begovic, Aliga, Ali Izet, *Islam Between East and West*, (American Trust Publication, 1991), P. 45
- ²⁶ *The Science of man in the World crises*, R. Linton Ed. (Columbia University Press, 1945) P. 14
- ²⁷ Dr. SM Yousaf, *The Islamic Culture Institute of Islamic Culture*, (1978) P. 1
- ²⁸ *Culture and Society*, Edt. B.G. Cashion and Rossa, Halm, (Australia: Wayne University Press, 1983) P. 21
- ²⁹ Glifford Greertz, *The Interpretation of Culture*, (New York: Basic Books, 1973)
- ³⁰ Begovic, Aliga, Ali Izet, *Islam between East and West*, P. 45
- ³¹ <https://www.quora.com>
- ³² Wazir Agha, Dr., *Urdu Shairi Ka Mizaj*, (Lahore: Maktaba Aaliya, 1965) P.33
- ³³ Wazir Agha, *Culture Kay Khadokhal*, P.105-106
- ³⁴ Anwaar Hashmi, *Tehzeeb ki Kahani*, (Karachi: Kitab Mahal, 1968) P.48
- ³⁵ William Benton, *The new encyclopedia Britannica*, (Macropodia-II, London, 1965) P. 956